۳ سیرت نگاری

اُسوۂ حسنہ (حق گوئی)

حاصلاتِ تعلّم — اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:-

زبان شناسی

- جملوں میں اسم، فعل اور حرف کی نشان دہی کر سکیں اور تحریر میں اس کا استعمال کر سکیں۔
- الفاظ و معنی سے واقفیت اور ان کے انتخاب میں لغت اور تھیسارس کا استعمال کر سکیں۔
- درست تلفظ کی فہم کے لیے اِعراب کا استعمال کر سکیں۔

پڑھنا

- پڑھے گئے متن کے حصے کو دُہراتے ہوئے حوالوں اور دلائل کے ساتھ اظہارِ رائے کر سکیں۔
- عبارت کو اس کے اسلوب، مقصود اور بیان کو پیش نظر رکھتے ہوئے خاص مقاصد کے لیے پڑھ سکیں۔
- دو نثر پاروں کا موازنہ کر سکیں اور مصنف کا اندازِ بیان سمجھ کر اس پر تبصرہ کر سکیں۔

بات چیت

- مختلف سمعی ذرائع سے تقریر اور خطبہ سُن کر عمدہ سامع کے طور پر تیز رفتار سماعت کا مظاہرہ کر سکیں۔
- اخلاقی اور معاشرتی امور وغیرہ سے متعلق اپنی گفت گو میں موزوں الفاظ و تراکیب پر مشتمل روزمرہ اور بامحاورہ زبان استعمال کر سکیں۔
- اپنی گفت گو میں جذبے اور تاثر کے حوالے سے شدت اور لہجے کے زیر و بم کا لحاظ رکھ کر ڈرامائی کیفیات ادا کر سکیں۔
- کسی علمی موضوع پر اپنے مطالعے، تجربے اور مشاہدے کی روشنی میں سامعین کے سامنے درست تلفظ اور لب و لہجے کے ساتھ زبانی تقریر کر سکیں۔
- بات کو آغاز / درمیان سے سن کر نثر کے مرکزی خیال، نکتے یا تصور تک رسائی حاصل کر کے سیاق و سباق کو سمجھتے ہوئے موضوع بیان کر سکیں۔

لکھنا

- مضمون نویسی کے مختلف اندازِ تحریر (بیانیہ اور تفصیلی) کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مختلف موضوعات کو قلم بند کر سکیں۔
- کسی بھی نثر کو پڑھ کر خلاصہ تحریر کر سکیں۔

سیرت نگاری

سیرت کے لغوی معنی طریقہ، روش، سنت، عادت، خاصیت، نیکی، اخلاق اور سوانح عمری کے ہیں۔ اصطلاح میں مختلف انفرادی، سماجی، سیاسی اور عبادی عرصوں میں حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی زندگی کا طریقہ، آپ کی عادات، برتاؤ، اخلاق، غزوات اور جنگ کو کہا جاتا ہے۔

سیّد سلیمان ندوی

نام	سیّد سلیمان ندوی
پیدائش	۲۲/ نومبر ۱۸۸۴ء
وفات	۲۲/ نومبر ۱۹۵۳ء
پیشہ	مؤرخ، سوانح نگار، مصنف
تصانیف	سیرت النبی، عرب وہند کے تعلقات، عرب جہاز راں، حیاتِ شبلی، رحمتِ عالم، نقوشِ سلیمان، حیاتِ امام مالک۔۔۔

علامہ سیّد سلیمان ندوی موضع دیسنہ ضلع پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد کا نام ابو الحسن تھا۔ مولانا سیّد سلیمان ندوی نے ابتدائی تعلیم قصبہ پھلواری بھنگہ میں حاصل کی۔ اس کے بعد دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنو میں تعلیم حاصل کی۔ اسی زمانے میں علامہ شبلی نعمانی نے مولانا ندوی صاحب کو اپنے حلقہ تلمذ میں شامل کر لیا۔ سیّد صاحب جب فارغ التحصیل ہوئے تو اسی ادارے سے وابستہ ہو گئے۔ سیّد سلیمان ندوی صاحب عربی زبان پر بھی بڑی قدرت رکھتے تھے۔ ۱۹۴۱ء میں جب علامہ شبلی نعمانی کا انتقال ہوا تو سیّد صاحب دکن کالج پونا میں لیکچرار تھے۔ علامہ صاحب نے ان کو وصیّت کی تھی کہ سب کام چھوڑ کر سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تکمیل اور اشاعت کا فرض ادا کریں۔ چناں چہ سیّد صاحب نے ملازمت ترک کر دی۔ انھوں نے ہر جانب سے منھ موڑ کر اپنے آپ کو اس مقصد کے لیے وقف کر دیا۔ بالآخر بڑی خوش اسلوبی سے انھوں نے اپنے استاد کی نامکمل کتاب کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کی وجہ سے علمی دنیا میں ان کا نام دُور دُور تک مشہور ہو گیا۔ سیرت کی چھے جلدوں میں ابتدائی دو جلدیں ان کے استاد شبلی نعمانی کی ہیں جب کہ بقیہ چار کتابیں انھوں نے خود مرتب کیں۔ علامہ شبلی نعمانی کی طرح علامہ سیّد سلیمان ندوی کو بھی تاریخ اور ادب سے خاص لگاؤ تھا۔ انھوں نے سیرت، سوانح، مذہب، زبان وادب کے مسائل پر تحقیقی کام کیا۔ ان کی خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان نے ان کو "نشان سپاس" سے نوازا۔ ۲۳ نومبر ۱۹۵۳ء کو مولانہ ندوی مجاہد اسلام، عالم، ادیب، شاعر علامہ شبلی نعمانی کے رفیق کار اور شاگرد مؤلف "سیرت النبی" نے دارِ فانی سے کوچ کیا اور مالک حقیقی سے جا ملے۔ مولانا کی آخری آرام گاہ اسلامیہ کالج کراچی کے عقب میں ایک احاطہ میں واقع ہے۔ ان کی تدفین کے وقت سفیرِ شام نے کہا کہ ہم سلیمان ندوی کو دفن نہیں کر رہے بل کہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام دفن کر رہے ہیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام: طلبہ کو سبق کی تدریس سے قبل علامہ سلیمان ندوی کا مختصر تعارف کروائیں۔

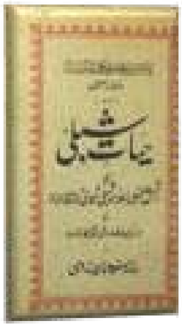

اُسوۂ حسنہ (حق گوئی)

یہ اخلاقی وصف بھی درحقیقت شجاعت ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ جس طرح میدانِ جنگ میں دونوں طرف کی مسلح فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے میں ہاتھ پاؤں سے شجاعت اور پامردی کا اظہار کرتی ہیں، بعینہٖ اسی طرح جب حق و باطل کے درمیان باہم معرکہ آرائی ہوتی ہے تو دل اور زبان کی مشترکہ قوت سے حق کی حمایت میں جو آواز بلند کی جاتی ہے، اس کا نام حق گوئی ہے۔ حق گوئی کا اظہار اس وقت سب سے زیادہ قابلِ ستائش سمجھا جاتا ہے، جب مادی طاقت کے لحاظ سے حق کمزور اور باطل طاقت ور ہو اور اسلام نے اسی قابلِ ستائش حق گوئی کی تعلیم دی ہے اور خود رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو حکم دیا ہے:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾

(سورۃ الحجر، آیت:94-95)

ترجمہ: ”پس تم کو جو حکم دیا گیا ہے، اس کو کھول کر سنا دو اور مشرکین کی مطلق پروانہ کرو، ہم تم کو تمھاری ہنسی اڑانے والوں کے مقابلہ میں جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود قرار دیتے ہیں، کافی ہیں۔“

یعنی اب مخفی طور پر دعوتِ توحید کا زمانہ گزر گیا اور اعلانیہ اس کی دعوت دینے کا وقت آگیا ہے، اس لیے کھلم کھلا اللہ کے اس حکم کو بیان کرو اور مشرکین اس کی ہنسی اڑائیں تو ان کے تمسخر و استہزا کی مطلق پروانہ کرو، بلکہ ان کی قوت و طاقت کی بھی پروانہ کرو، سب کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ بس ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انسان کو جو چیز حق گوئی سے باز رکھتی ہے وہ خوف ہے، جس کی مختلف قسمیں ہیں، ایک خوف تو لعنت ملامت کا ہے، جس کو اس آیت میں بے اثر کیا گیا ہے اور ایک دوسری آیت میں اس کو مسلمانوں کا ایک معیاری اخلاقی وصف قرار دیا گیا ہے:

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ (سورۃ المائدہ، آیت:54)

ترجمہ: ”یہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔“

یعنی اہلِ ایمان حق کے اظہار میں لوگوں کے لعن و طعن کی پروا نہیں کرتے۔ لعنت ملامت کے ساتھ جان و مال اور بہت سی دوسری چیزوں کا خوف بھی انسان کو حق گوئی سے باز رکھتا ہے، لیکن اسلام نے حق گوئی کے مقابل میں ہر قسم کے خوف کو بے اثر کر دیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ خطبہ دینے

سرگرمی

کیو آر کوڈ میں دی گئی عبارت کا بہ غور مطالعہ کریں۔ دورانِ مطالعہ مصنف کے اسلوبِ بیان اور مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عبارت کے خاص مقاصد سمجھیں اور ریکارڈ کر کے معلم / معلمہ کو بھیجیں۔

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

پامَرْدی	طاقت، بہادری
حَق گوئی	سچ بولنا، انصاف کی بات کہنا
مَخفی	چھپا ہوا، پوشیدہ
تَمَسْخُر	مذاق اڑانا
اِسْتِہزا	ہنسی، مذاق اڑانا
مَلامَت	بُرا بھلا کہنا

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ کو کوئی مخصوص عبارت دی جائے جسے وہ جوڑیوں کی صورت میں اس کے مقصد اور بیان کو پیش نظر رکھتے ہوئے پڑھ سکیں۔ دورانِ پڑھائی ان کی جانچ کریں۔

دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: ”کسی کو جب کوئی حق بات معلوم ہو تو اس کے کہنے سے چاہیے کہ انسانوں کا خوف مانع نہ ہو۔ ایک بار آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”کوئی شخص اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھے۔“

صحابہ رَضِیَ اللهُ عَنهُم نے کہا، یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہم میں کوئی شخص اپنے آپ کو حقیر کیونکر سمجھ سکتا ہے؟ فرمایا: ”اس طرح کہ اس کو اللہ کے بارے میں ایک بات کے کہنے کی ضرورت ہو اور وہ نہ کہے، ایسے شخص سے اللہ قیامت کے دن کہے گا کہ تم کو میرے متعلق فلاں فلاں بات کے کہنے سے کس چیز نے روکا؟ وہ کہے گا کہ انسانوں کا خوف، ارشاد ہو گا کہ تم کو سب سے زیادہ میرا خوف کرنا چاہیے تھا۔ انسانوں کے مختلف گروہوں میں سب سے زیادہ ہیبت ناک شخصیت ظلم پیشہ بادشاہوں کی ہوتی ہے، اس لیے ان کے سامنے حق گوئی کو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سب سے بڑا جہاد قرار دیا اور فرمایا:

أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

ترجمہ: ”بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کا کہنا ہے۔“ دوسری روایت میں ”کلمہ حق“ کا لفظ ہے۔

اسلام میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے جو مدارج قرار دیے گئے ہیں، ان میں دوسرا درجہ اسی حق گوئی کا ہے۔ چناں چہ ایک بار مروان نے عید کے دن منبر نکالا اور نماز سے پہلے خطبہ دینا شروع کیا، اس پر ایک شخص نے کہا کہ مروان تم نے سنت کی مخالفت کی، آج تم نے منبر نکالا حال آں کہ آج منبر نہیں نکالا جاتا تھا، نماز سے پہلے خطبہ دیا حال آں کہ نماز سے پہلے خطبہ نہیں دیا جاتا تھا، اس پر حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللهُ عَنه نے فرمایا کہ اس نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا یہ ارشاد میں نے سنا ہے کہ ”تم میں جو شخص برائی دیکھے اور اس کو ہاتھ سے مٹانے کی طاقت رکھتا ہو تو ہاتھ سے مٹا دے ورنہ زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے، لیکن یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔“

صحابہ رَضِیَ اللهُ عَنهُم میں حضرت ابو ذر غفاری رَضِیَ اللهُ عَنه کا مرتبہ حق گوئی میں بدرجہ کمال تھا، یہ وہی تھے جنھوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفار قریش کے بھرے مجمع میں حرم میں جا کر توحید کا نعرہ بلند کیا اور اس وقت تک خاموش نہ ہوئے جب تک مار کھاتے کھاتے بے دم نہ ہو گئے، لیکن اس پر بھی ان کا نشہ نہیں اترا اور دوسرے دن پھر جا کر اعلانِ حق کیا اور

ٹھہریے اور بتایئے

لعنت ملامت کا خوف انسان کو حق گوئی سے کیوں دُور رکھتا ہے؟

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

مانِع	منع کرنے والا، روکنے والا
حَقِیر	ادنیٰ، معمولی
ہَیبَت ناک	ڈراؤنا، خوفناک
بے دم	جس میں زندگی کی کوئی قوت نہ بچی ہو

سرگرمی

معلم / معلمہ طلبہ کو جوڑوں میں تقسیم کرتے ہوئے سبق کا کوئی ایک اقتباس تفویض کریں۔ طلبہ اس اقتباس کا بہ غور مطالعہ کرنے کے بعد اسلامی حوالہ جات اور دلائل کے ساتھ اظہارِ خیال کریں۔ دونوں ساتھی باری باری یہ سرگرمی سر انجام دیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ کو سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے متعلقہ دو نثر پارے دیں اور ان دونوں کو پڑھ کر وہ مصنف کے اندازِ بیاں کو سمجھ کر اس پر تبصرہ کر سکیں۔

وہی سزا پائی۔ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کی مدح میں فرمایا کہ "آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر ابوذر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے زیادہ حق گو کوئی نہیں"۔

چناں چہ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے زمانہ میں وہ جب شام میں تھے تو وہاں کے مسلمانوں میں سرمایہ داری کی جو غیر اسلامی شان پیدا ہو رہی تھی اس پر انھوں نے بے مُحابا دارو گیر کی اور اس میں امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی پروا انھوں نے ذرا بھی نہیں کی۔

حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کہتے ہیں کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک دفعہ ایک لمبا خطبہ دیا جس میں فرمایا: ہشیار رہنا کہ کسی کی ہیبت تم کو اس حق بات کے کہنے سے باز نہ رکھے جو تم کو معلوم ہے"۔ یہ سن کر حضرت ابو سعید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روئے اور فرمایا کہ افسوس ہم نے ایسی باتیں دیکھیں اور ہیبت میں آ گئے۔

مشق

سوال ۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱ حق گوئی سے کیا مراد ہے اور یہ کیسا وصف ہے؟

۲ قرآن مجید کی روشنی میں بتائیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو حق گوئی کا حکم کیسے دیا گیا؟

۳ آیت مبارکہ "وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ" کی وضاحت کریں۔

۴ حدیث مبارک کی روشنی میں واضح کریں کہ حق گوئی کے موانع کا سامنا کیسے کرنا چاہیے؟

۵ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں حق گوئی کے کردار کو واضح کریں۔

۶ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سیرت میں حق گوئی کا وصف ثابت کریں۔

سوال ۲۔ سبق "اسوہ حسنہ (حق گوئی)" کا خلاصہ تحریر کریں۔

مضمون: وہ معلوماتی تحریر ہے جس کا تعلق زندگی کے حقائق اور مسائل سے ہو اور جس کو ادبی انداز میں لکھا جائے۔ مضمون کسی موضوع پر ایک ادبی تحریر کا نام ہے جو عموماً نثر میں ہو اور مختصر ہو۔ کسی بھی موضوع پر مدلّل، سنجیدہ اور ایسی معروضی تحریر، جس کا مقصد کسی حقیقت، خیال یا نقطہ نظر کو قاری تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اُردو میں مضمون نگاری کا آغاز سب سے پہلے سر سیّد احمد خان نے کیا۔ ان کے مشہور رسالے "تہذیب الاخلاق" میں شائع ہونے والے مضامین اس صِنف کا اولین نمونہ ہیں۔

مضمون نگاری کے رہنما اصول:

خیالات: مضمون لکھنے کے لیے محض الفاظ کافی نہیں بلکہ ذہن میں مختلف خیالات کا جمع ہونا ضروری ہے۔ اس مقصد کے لیے معاون چیزیں، اخبارات اور رسائل کا مطالعہ، سیر و سیاحت، مختلف مجالس میں شمولیت وغیرہ ہیں جس سے مطالعے میں وسعت آتی ہے۔

خاص الفاظ مع درست تلفظ و معانی

مُدح	تعریف، ثنا
بے مُحابا	بے خوف، بے دھڑک
دارو گیر	گرفت، باز پرس

سرگرمی

طلبہ کو کمپیوٹر یا ریکارڈنگ کے ذریعے کوئی خطبہ، سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے حوالے سے کوئی تقریر سنوائیں اور اس پر ہر پہلو سے اپنی رائے کا اظہار کرنے پر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ دورانِ گفت گو اس بات پر خصوصی توجہ دیں کہ موقع اور موضوع کی مناسبت سے طلبہ الفاظ و محاورات کا استعمال کر سکیں۔ گفت گو کے دوران میں ان کے جذبات، لہجہ اور حرکات و سکنات کا موزوں استعمال ہو۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ کی روز مرہ گفت گو میں موزوں الفاظ و تراکیب اور با محاورہ زبان استعمال کرنے پر ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ دورانِ گفت گو غور کریں کہ طلبہ کسی بھی موضوع کے حوالے سے احساس اور جذبے کے ساتھ گفت گو کر سکیں۔

ترتیب: مضمون لکھتے وقت اپنے تمام خیالات کو جمع کرنا اور اُنھیں ترتیب اور ربط و تسلسل سے لکھنا بہت ضروری ہے۔ بے ربط خیالات کو کاغذ پر اتارنا محض لفظوں کا ڈھیر لگاتا ہے۔

ذخیرہ الفاظ اور طرزِ بیان: اپنے خیال کو موثر انداز میں پیش کرنے کے لیے موزوں اور عمدہ الفاظ کا استعمال ضروری ہے۔ طرز بیان جتنا موزوں اور عمدہ ہو گا تحریر اتنی ہی پُر تاثیر ہو گی اس لیے مناسب الفاظ کا استعمال مضمون نگاری کا اہم اصول ہے۔ اس کے علاوہ مضمون کو ہمیشہ پیرا گراف کی صورت میں لکھنا چاہیے اور کسی بات کو بار بار دُہرانے سے اجتناب برتنا چاہیے۔

سوال ۳۔ بیانیہ و تفصیلی اندازِ تحریر اپناتے ہوئے سیرت النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر مضمون قلم بند کریں۔

زبان شناسی

تھیسارس

اردو زبان میں ایک لفظ کے معنی ایک سے زیادہ الفاظ سے ادا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً لفظ "طاقت" کے متبادل الفاظ قوت، زور اور بل ہیں۔ وہ الفاظ جو ایک دوسرے کا بدل ہوں یا اپنے معنی میں یکساں یا ایک دوسرے سے قریب ہوں، مترادفات کہلاتے ہیں ۔ قوت ، زور ، اور بل لفظ "طاقت" کے مترادفات ہیں۔ اسی طرح ایک لفظ کے ایک سے زیادہ معنی بھی ہو سکتے ہیں جیسے: لفظ طاقت " کے ایک معنی قوت اور دوسرے معانی محال، قدرت اور تاب کے بھی ہیں۔ لفظ طاقت ان دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ تھیسارس وہ ذخیرہ ہے جس میں الفاظ کے مختلف مترادفات اپنے معنی کے مطابق ترتیب دیے گئے ہوں۔ تھیسارس کو ہم اردو میں مجموعہ مترادفات کہ سکتے ہیں۔

سوال ۴۔ ذیل میں دیے گئے الفاظ کے تین تین مترادفات لکھیں۔

وصف			تمسخر			مانع		مسلح		
مدح			داروگیر			شجاعت				

سوال ۵۔ درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیں اور لغت کی مدد سے معانی تلاش کر کے لکھیں۔

استہزا		مسلح		منبر		
لعنت		حمایت		مطلق		

لفظ کی اقسام

لفظ کی دو اقسام ہیں ۔ ۱۔ کلمہ ۲۔ مہمل

۱ کلمہ: وہ لفظ جس کا مطلب سمجھ میں آ جائے یعنی با معنی لفظ ہو "کلمہ" کہلاتا ہے جیسے: پانی، روٹی، کھانا اور جھوٹ وغیرہ۔ یہ ایسے الفاظ ہیں جن کا کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہے لہٰذا یہ سب کلمہ ہیں۔

سرگرمی

"اچھے اُستاد، ایک چراغ" کے موضوع پر اپنے علم اور مشاہدے کی روشنی میں زبانی مدلّل تقریر درست تلفظ اور لب و لہجے کے ساتھ کریں۔

الفاظ کے انتخاب میں لغت، تھیسارس کا استعمال اعراب کا استعمال

الفاظ کے انتخاب میں لغت، تھیسارس کا استعمال

چھٹی جماعت

الفاظ و معنی سے واقفیت اور انتخاب میں لغت، تھیسارس کا استعمال

ساتویں، آٹھویں جماعت

درست تلفظ کی فہم کے لیے اعراب کا استعمال

نویں جماعت

ہدایات برائے اساتذہ کرام

طلبہ کو مضمون نویسی سکھانے کے لیے تختہ تحریر پر مضمون لکھنے کے اہم اصول اور اس کا خاکہ بنوایا جائے، اس کے مطابق ان سے مضمون لکھنے کی مشق کروائیں۔

کلمہ کی اقسام:

کلمہ کی تین اقسام ہیں: ۱۔ اسم ۲۔ فعل ۳۔ حرف

۱ **اِسم:** وہ کلمہ جو کسی شخص، چیز یا جگہ کا نام ہو "اسم" کہلاتا ہے جیسے: علی، ایمن، سورج، لاہور، جہاز، جماعت، کتاب، بستہ، وغیرہ۔

۲ **فعل:** وہ کلمہ جو کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر کرے اور اس میں کوئی زمانہ بھی پایا جائے "فعل" کہلاتا ہے جیسے: لکھے گا، چلتا ہے، چھا گیا، پہنچ گیا، گیا تھا وغیرہ۔

۳ **حرف:** وہ کلمہ یا لفظ جو اِسم (نام) ہو اور نہ فعل (کام) بل کہ اسما اور افعال کو آپس میں ملائے "حرف" کہلاتا ہے۔ مثلاً: کا، کے، کی، کو، پر، تک، میں، سے، نے وغیرہ۔

سوال ۶۔ سبق "اسوۂ حسنہ" سے اسم، فعل اور حروف کی مثالیں تلاش کر کے لکھیں۔

سوال ۷۔ ہر جزو کے سامنے دیے گئے درست دائرہ کو پُر کریں۔

۱ "اسم، فعل، حرف" اقسام ہیں:

○ جملے کی ○ کلمہ کی ○ لفظ کی ○ قواعد کی

۲ اُردو قواعد کے لحاظ سے کلمہ کی کل اقسام ہیں:

○ تین ○ چار ○ دو ○ چھ

۳ "فعل" وہ کلمہ ہے جس میں پہچان ہوتی ہے:

○ کسی کام کے رک جانے کی ○ کسی کام کے کرنے یا ہونے کی

○ کسی کام کے اختتام پذیر ہونے کی ○ کسی کام کے آغاز کی

۴ "اسم" کی مثالوں کا درست گروہ ہے:

○ چلنا، آنا، رکنا ○ کاپی، پنسل، لکھنا

○ جہاز، سورج، کتاب ○ کی، کا، کے

۵ وہ کلمہ جو اسم اور فعل کو ملائے، کہلاتا ہے:

○ لفظ ○ مہمل ○ حرف ○ رابطہ

۶ "حروف" کا درست گروہ ہے:

○ لیکن، اگر، کاش ○ تک، میں، سے

○ اِس، اُن، ہم ○ جب، تب، مگر

عملی منصوبہ

اظہارِ حق کے دوران میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کرنے کا درس ہمیں سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے ملتا ہے۔ نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اس صفت کو مضمون نویسی کے کم از کم دو مختلف اندازِ تحریر (بیانیہ، مدلّل، بحثی یا تفصیلی) کے مطابق تحریر کریں۔ اساتذۂ کرام طلبہ کے مضامین کو پڑھیں اور ان کو دو کی جوڑیوں میں تقسیم کریں۔ جوڑی کا ہر طالب علم اپنی اس تحریر کو جماعت کے کمرے میں تاثرات اور جذبات کا خیال رکھتے ہوئے پیش کرے اور دوسرا طالب علم اس کو بہ غور سن کر ساتھ ساتھ اس تحریر کردہ مضمون پر اپنا تبصرہ پیش کرے جس میں ان مضامین کے انداز تحریر میں فرق، مرکزی خیال، اہم نکات یا موضوعات کو بیان کرے۔